OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/

پاکستان میں زرِ سونا(Gold Trade)کے موجودہ مسائل اوران کا شریعت کی روشنی میں حل

Current Issues in Pakistan's Gold Trade and Their Solutions in the Light of Islamic Law

Mufti Muhammad Hussain
Dar-Ul-Ifta Jamia Tableegh-Ul-Quran Peshawar

Dr. Hshmat Ali Safi
Associate Prof. Rifah International University Peshawar Campus
Email: hashmatalisafi@gmail.com

Abstract:

The paper examines contemporary practices in Pakistan's gold trade in light of classical Islamic commercial law. It begins by reaffirming the special monetary status of gold and silver in Sharia and outlines core juristic principles: equality and simultaneity of exchange in gold-for-gold and silver-for-silver transactions, the prohibition of deferment on both sides in ribawi exchanges, the permissibility of credit when one side is a currency, and the distinct rules governing istisnaʿ (manufacturing contracts). Against this framework, the study surveys four main sectors of the gold market—wholesale, manufacturing, retail jewellery, and laboratory testing—and identifies recurrent violations such as future sales without possession, sale of non-existent goods, chain trading without qabd (constructive or physical possession), and impermissible remuneration structures (e.g., "fee" deducted from the very gold being tested). The paper proposes Sharia-compliant alternatives, including replacing binding future sales with unilateral promises coupled with actual sale at delivery, ensuring at least one counter-value is possessed in credit transactions, clearly separating labour charges from the exchange of ribawi commodities, and pricing mixed items (gold with gemstones or alloys) in a way that preserves the prohibition of riba al-fadhl. It concludes that many existing contracts in all four sectors are either fasid or batil, rendering their income unlawful, and calls for comprehensive reform and awareness so that gold trade can operate within a valid Islamic contractual framework.

Keywords: Pakistan's gold trade, classical Islamic commercial law, istisnaʿ, riba al-fadhl., fasid or batil, retail jewellery.

سونا روزِ اول سے انسان کے لیے ایک مرغوب مال کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کی طرف انسان کی طبعی رغبت کو دیکھ کر شریعت مطہرہ نے اس کو بطور ثمن قبول کیا اور دیگر تمام اموال میں اس کو ایک کلیدی حیثیت دی۔اس کی اس ثمنیت (مع چاندی اور ثمن عرفی) کی وجہ سے اس کے مسائل دوسرے اموال سے قدرے مختلف ہیں۔پاکستان میں عوامی سطح پر سونے اور چاندی کو دیگر اموال متعارفہ کی طرح جانا جاتا ہے اور اس کی ثمنی حیثیت اکثر عوام سے پوشیدہ ہوتی ہے اس لیے وہ اس کی خرید وفروخت اور معاملات میں کچھ بنیادی غلطیاں کرتے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ عوامی آگاہی کے پیش نظر اس کے چیدہ چیدہ اصولی مسائل کا تدارک کیا جائے اور اگر کہیں غلطی ہے تو اس کا شرعی متبادل پیش کیا جائے۔

سونے کے مسائل جاننے سے پہلے چند اصول کا تذکرہ ناگزیر ہے۔

اصول:

سونے کے کاروبار سے متعلق چند اصول ذکر یہ ہیں۔

ا۔ سونے کا سونے کے عوض فروخت کرنا ہو تو دونوں طرف میں برابری لازمی ہے ورنہ سود لازم آئے گا اگرچہ ایک ملاوٹی سونا اور دوسرا خالص سونا ہو۔

CC BY

ولا یجوز بیع الذهب بالذهب ولا الفضة بالفضة إلا مثلا بمثل تبرا كان أو مصنوعا أو مضروبا[1]

ترجمہ: سونے کا سونے اور چاندی کا چاندی کے بدلے فروخت کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے جب برابر برابر ہو چاہے وہ سونا یا چاندی خام صورت میں ہو یا بنایا ہوا ہو یا کوئی چیز بنائی گئی ہو اس سے۔

وإذا كان الغالب على الدراهم الفضة فهي فضة، وإن كان الغالب على الدنانير الذهب فهي ذهب ويعتبر فيهما من تحريم التفاضل ما يعتبر في الجياد حتى لا يجوز بيع الخالصة بها ولا بيع بعضها ببعض إلا متساويا في الوزن۔2

اور جب درہم میں چاندی غالب ہو تو یہ چاندی ہی ہے اور اگر دینار میں سونا غالب ہو تو وہ سونے کے حکم میں ہے۔اور ان میں بھی کمی زیادتی ایسی ہی حرام ہے جیسے اصل سونے یا چاندی میں حرام ہے۔ یہاں تک کہ خالص سونے کی خرید و فروخت اس کے بدلے بھی تب ہی جائز ہے جب دونوں وزن میں برابر ہوں۔

۲۔ اگر سونے کا چاندی کے عوض بیع ہو تو کمی زیادتی (جس طرح بھی متعاقدین راضی ہوں) جائز ہے البتہ دونوں جانب سے مجلس عقد میں قبضہ ضروری ہے ادھار بیع جائز نہیں ہے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ مَالِكَ بْنَ أَوْسِ بْنِ الحَدَثَانِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الذَّهَبُ بِالوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ3

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کا چاندی کے بدلے خرید و فروخت تبھی جائز ہے جب ہاتھ در ہاتھ ہو۔

۳۔ سونے چاندی کا کرنسی (روپے، ڈالر، درھم وغیرہ) کے عوض ادھار بیع جائز ہے تاہم ایک جانب سے مجلس عقد میں قبضہ کرنا ضروری ہے (یا کرنسی پر یا سونے یا چاندی پر)۔

عن ابن عمر، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الكالئ بالكالئ يعني: الدين بالدين 4

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع الکالی بالکالی یعنی قرض کے بدلے قرض لینے سے منع فرمایا ہے۔

۴۔ البتہ اگر آرڈر پر زیورات تیار کیے جاتے ہیں تو پھر اس کی گنجائش ہے کیوں کہ یہ استصناع ہے اس پر استصناع کے احکام جاری ہوں گے۔

الاستصناع جائز في كل ما جرى التعامل فيه كالقلنسوة والخف والأواني المتخذة من الصفر والنحاس وما أشبه ذلك استحسانا كذا في المحيط 5

ہر اس چیز میں استحساناً استصناع جائز ہے جس میں تعامل جاری ہوا ہو جیسے ٹوپی، موزے اور پیتھر اور جص سے بنے برتن یا اس طرح کی دیگر چیزیں۔

ان اصولوں کے بعد ہم سونے کے کاروبار سے متعلق چند ضروری مسائل کا تذکرہ کرتے ہیں۔تاہم اس سے بھی پہلے پاکستان میں سونے کے کاروبار کی چند صورتوں کا احاطہ کرنا ضروری ہے۔

سونے چاندی کے کاروبار کی مختلف صورتوں کا مختصر تعارف:

اس وقت پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں سونے کے مارکیٹ کے کاروبار کے چار بڑے سیکٹر ہیں:

ا۔ ہول سیل:

جس میں خالص سونے کی ہول سیل خرید و فروخت ہوتی ہے۔اس میں بہت بڑے پیمانے اور بھاری رقوم کے سودے ہوتے ہیں۔اس میں سونے کے ڈھلے ، اینٹیں وغیرہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ایسا کاروبار عموماً ملک کے سرمایہ دار لوگ کرتے ہیں اور بڑے بڑے سرمائے اس میں لگائے جاتے ہیں۔یہ کاروبار پاکستان کے

اندر مختلف شہروں میں بھی ہوتا ہے اور پاکستان سے باہر سے بھی یہ کاروبار ہوتا ہے کہ کچھ تاجر باہر سے سونا یا چاندی لے کر پاکستان آجاتے ہیں اور یہاں کے تاجروں پر اس کو فروخت کرتا ہے۔اس کا تعلق عام عوام کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ اس میں صرف سونے سے متعلق لوگ ہی شریک ہوتے ہیں۔

۲۔ مینوفیکچرنگ سیکٹر:

اس میں سونے اور چاندے کے زیورات کی تیاری ہوتی ہے۔یہاں کاریگر بیٹھے ہوتے ہیں جو کہ دوکان دار سے سونا لے کر اس کے زیورات بناتے ہیں۔اس میں بھی عام عوام کی شرکت اتنی زیادہ نہیں ہوتی بلکہ عوام کے ساتھ ان کا تعلق نہ ہونے کے برابر ہے۔یہ لوگ عام طور پر دکان داروں سے آرڈر لیتے ہیں یعنی بطور استصناع کے وہ مال تیار کرتے ہیں اور پھر واپس اسی دکان دار کو دیتے ہیں۔دکان دار عام لوگوں سے آرڈر لیتا ہے اور پھر کاریگر سے اس کو تیار کرواتا ہے۔

۳۔ جیولری سیکٹر:

یعنی زیورات تیار ہو کر دوکان میں آتے ہیں اور پھر صارفین اس کو استعمال کرنے کے لیے خریدتے ہیں۔یہ وہ سیکٹر ہے جس میں دکان دار کا تعلق عام لوگوں سے پڑتا ہے اور اس میں عوام اور دکاندار کا براہ راست واسطہ پڑتا ہے۔

۴۔ لیبارٹری سیکٹر:

یہاں سونے چاندی کا معائنہ اور ٹیسٹ ہوتا ہے کہ اس میں کوٹ کتنی ہے اور یہ خالص کتنا ہے یہ بھی سونے اور چاندی کے مارکیٹ میں ایک بڑا سیکٹر ہے۔اس میں بھی عموما دکان دار اور لیبارٹری والے کا معاملہ ہوتا ہے کیوں کہ عوام بہت کم اس چیز کو جانچنے کے لیے لاتے ہیں کہ اس میں سونا کتنا خالص اور کتنی ملاوٹ ہے۔

ان میں سے ہر سیکٹر کے الگ الگ مسائل ہیں مختصراً اہم مسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

ا۔ ہول سیل ڈیلنگ: اس طرح کے معاملات میں اکثر تین قسم کے عقود قابل توجہ ہیں:

ا۔ مستقبل کی بیع

بعض حضرات اس میں یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ ان کے پاس فی الحال تو رقم نہیں ہے تاہم ان کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مستقبل میں ان کے پاس کسی یقینی ذریعے سے پیسے آنے والے ہیں تو وہ ابھی سے سونا خریدتا ہے تاہم معاملہ ایسے کرتا ہے کہ مثلا میں ایک مہینے بعد تم سے اتنے تولہ سونا خریدتا ہوں لیکن اس کی قیمت یہ ہو گی۔یعنی ابھی سے قیمت متعین کرتے ہیں لیکن نہ تو بائع رقم پر قبضہ کرتا ہے اور نہ ہی مشتری سونے پر قبضہ کرتا ہے۔اس طرح کی بیوعات میں بعض جوانب ناجائز ہیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۲۔ چونکہ یہ بڑی مالیت کے عقود ہوتے ہیں اور زیادہ مالیت موجودہ حالات کے پیش نظر کوئی اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا اس لیے مجلس عقد میں قبضہ نہیں ہوتا اور اکثر بیع فون پر ہوتا ہے۔اس طرح جو آدمی اس سونے کو خریدتا ہے وہ بھی اسے بنا قبضہ کے آگے فروخت کرتا ہے اسی طرح کئی لوگ اس متعین سونے کو خرید کر بنا قبضہ کے آگے فروخت کرتے ہیں اور کوئی بھی اس میں نہ رقم پر قبضہ کرتا ہے اور نہ ہی سونے پر قبضہ کرتا ہے۔آخری بندہ جس کو سونے کی ضرورت ہوتی ہے وہ رقم لا کر پھر سونا لے لیتا ہے اور باقی درمیان والے حضرات نہ سونے کی خبر رکھتے ہیں اور نہ ان کو رقم ملتی ہے بلکہ ان کو جو منافع یا نقصان ہوتا ہے وہ ہر ایک کو مل جاتی ہے۔مثال ایک شخص نے جب سونا خریدا اس وقت سونے کی قیمت دو لاکھ فی تولہ تھی اور فروخت کرتے وقت اس کی قیمت دو لاکھ دس ہزار تھی تو اس آدمی کو نہ سونا دیا جاتا ہے اور نہ ہی وہ رقم بازار میں لاتا ہے بلکہ اس کو صرف دس ہزار روپے بطور منافع مل جاتے ہیں۔اور اسی طرح بعض حضرات کو نقصان ہو جاتا ہے۔

۳۔ بیع المعدوم یعنی سونا ہاتھ میں نہیں ہوتا اور اس کا بیع ہو جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مارکیٹ میں خرید و فروخت کا بازار گرم ہوتا ہے اور فون پر تاجر سونا خرید کر فروخت کرتے ہیں اور پھر وہ آگے بلا قبضہ فروخت کرتا ہے اس طرح سلسلہ جاری رہتا ہے آخر میں تمام تاجر تصفیہ کر کے جس کو جتنا فائدہ یا نقصان ہوا ہو وہ اس کو مل جاتا ہے اور سونا پہلے تاجر سے مثلاً دسواں تاجر اٹھا لے جاتا ہے۔ اس کی صورت بھی پہلی جیسی ہے۔ یعنی اس میں یہ خامی بھی ہے کہ اس میں بیع المعدوم لازم آتا ہے۔

حکم:

یہ کاروبار ناجائز ہے کیونکہ (۱) اس میں قبضہ نہیں ہوتا اور جس چیز پر انسان کا قبضہ نہ ہو وہ انسان آگے فروخت نہیں کر سکتا چناں چہ حدیث مبارکہ ہے کہ:

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيُرِيدُ مِنِّي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي أَفَأَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ. فَقَالَ: لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ[6]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول میرے پاس ایک آدمی آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی تو کیا میں اس کے لیے وہ چیز بازار سے خرید کر دے سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز تمھارے پاس نہیں وہ فروخت نہ کیا کرو۔

(۲) مستقبل کی بیع ہوتی ہے۔

مستقبل کی بیع بھی ناجائز ہے جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے۔

(۳) معدوم چیز کی بیع بھی ہوتی ہے۔

حل:

(۱) تاجروں کو بیع کی بجائے وعدہ بیع کرنا چاہیے کہ آپ کے پاس جو سونا ہے وہ کل یا ایک ہفتے بعد میں آپ سے خریدوں گا اور جب مقررہ وقت آجائے تو بیع کرنا چاہیے تاہم وعدہ کی عدم ایفاء کی وجہ سے اگر بائع یا مشتری کو کسی قسم کا حقیقی نقصان ہوتا ہے تو اس کا لینا فریق مخالف سے جائز ہے اور اگر نقصان نہ ہو تو تاوان لینا جائز نہ ہوگا۔

(۲) بڑی مالیت کے عقود کی وجہ سے اگر سونا یا اس کی قیمت کو مارکیٹ میں نہیں لا سکتا تو ادھار بیع کرنا جائز ہے اس کے لیے احد البدلین (سونا یا کرنسی) پر قبضہ کے لیے دو ممکنہ صورتیں ہیں۔

(۱) یا تو جس کے پاس سونا ہے وہ اپنے پاس کسی کو بٹھا دے تا کہ عند العقد وہ اس مشتری کی طرف سے وکیل بن کر قبضہ کرے اور جب مال اس تک پہنچ جائے تو وہ وکیل پھر مال دے کر سونا مشتری تک پہنچا دے۔ اس صورت میں آگے جتنی بیوعات ہوں گی ہر مشتری کے لیے الگ وکیل رکھنا پڑے گا اور اس وکیل کو اجرت بھی مشتری سے لیا جا سکتا ہے مثلاً فی قبضہ اس کو سو، دو سو، تین سو دیے جائیں۔

(۲) یا اگر سونا فی الحال مجلس عقد میں موجود نہ ہو تو مشتری اپنے اکاؤنٹ سے وکیل کے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر (ایزی پیسہ، جاز کیش، یا بینک اکاؤنٹ) کریں اور وہ بائع کو وہ رقم دے تو مجلس عقد میں احد البدلین پر قبضہ آجائے گا۔

(۳) اگر مبیعہ (سونا) سرے سے موجود ہی نہ ہو تو اس صورت میں بیع کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ بیع المعدوم ہے اور چونکہ اس بیع میں بیع سلم اور استصناع کی شرائط نہیں پائی جاتی لہٰذا اس پر ان کا اطلاق بھی ناممکن ہے۔ البتہ غیر موجود ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ صورتاً بائع مشتری کے لیے سونا خریدنے کا وکیل بن جائے اور جب سونا ہاتھ آجائے تو اسے مشتری (اپنے مؤکل) کو دے کر اس سے اجرت وصول کرے[7]

اس کے ساتھ جتنے بھی مستقبل کے سودے ہوتے ہیں چاہے دن بعد ہو ہفتہ بعد، مہینہ بعد ہو تمام بیع مستقبل اور جانبین کی جانب سے ادھار کی وجہ سے ناجائز ہیں اس کے لیے یا تو احد البدلین مجلس عقد میں لائے یا وعدہ بیع کرے۔

مینوفیکچرنگ سیکٹر:

خالص سونے سے زیور تیار کرتے وقت اس میں ملاوٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر یہ ملاوٹ عالمی معیار یا ملکی معیار کے مطابق ہو تو کاریگر اگر گاہک کے سامنے اس کا تذکرہ نہ بھی کرے تو بیع اور کاریگری جائز ہے تاہم یہ نہ کہے کہ یہ خالص سونا ہے بلکہ یہ کہے کہ یہ عالمی یا ملکی معیار کے مطابق سونا ہے۔اور اگر عالمی معیار سے زیادہ ملاوٹ کرے،زیادہ کھوٹ شامل کرے یا بلا ضرورت زیادہ ٹانکہ لگائے تو یہ ناجائز ہے یہاں تک کہ خریدار کو یہ سب بتادیں پھر جائز ہو گا۔

دوکاندار کاریگر کو جتنا سونا دیتا ہے اتنا ہی واپس لے گا اور کاریگر کو کام کی اجرت دے گا۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کاریگر کسی اور دھات کا ٹانکہ لگاتا ہے اور اسی وزن کے مطابق سونا بچ جاتا ہے جو اجرت کے طور پر کاریگر کے پاس رہتا ہے ایسا کرنا جائز ہے البتہ اس ٹانکے کے مقابلے میں بچنے والے سونے کا وزن معلوم ہونا چاہیے تاکہ اجرت مجہول نہ ہو پھر یہ تصریح گاہک کے سامنے کرنا بھی ضروری ہے۔[8]

کبھی کاریگر خالص سونے کے ساتھ غیر معیاری سونا ملاتا ہے جس کا دوکاندار کو علم نہیں ہوتا اس صورت میں دکاندار کو اختیار ہے کہ زیور واپس کرے یا قیمت کم کرے۔اگر کسی کاریگر کے پاس تیار زیورات پڑے ہیں اور دکاندار اس کو سونا دے کر زیورات اٹھا رہا ہے تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ یا تو یہ سونا اور زیورات وزن میں بالکل برابر ہو اس صورت میں کاریگر اضافی پیسے بھی نہیں لے سکتا یا کاریگر وزن میں تھوڑا کم یا زیادہ سونا دے اس صوت میں جتنا وزن کم ہے اس کے مقابلے میں رقم رکھے پھر وہ رقم زیادہ یا کم ہو دونوں طرح جائز ہے۔مثلاً زیورات کا وزن تین تولہ دو ماشے ہے تو کاریگر دکاندار سے تین تولہ سونا وصول کرے اور بقیہ دو ماشے کی اتنی قیمت لگائے کہ اس میں کاریگر اپنی اجرت بھی نکال سکے تو ایسا کرنا جائز ہے۔البتہ عام حالات میں اگر سونے کا تبادلہ زیورات سے ہو تو وزن میں برابری لازمی ہے۔ چاہے ایک طرف سونا ۲۲ کیرٹ اور دوسری طرف ۱۸ کیرٹ ہو۔

کبھی کاریگر کو سونا پالش کے لیے دیا جاتا ہے۔پالش کے دوران سونا کی اوپری سطح اتر جاتا ہے جس سے سونے کا وزن کم ہوتا ہے اور وہ اترا ہوا سونا کاریگر اجرت میں نکال لیتا ہے۔ایسا کرنا ناجائز نہیں۔

حل:

اس کا حل یہ ہے کہ پہلے فی تولہ کے حساب سے اجرت متعین کرے اس کے بعد جتنا سونا اترا ہے وہ اس متعین اجرت کے مقابلے میں شمار کرے اور بلاضرورت سونے کو اتنا پالش دینا کہ زیادہ سونا اتر جائے یہ جائز نہیں۔اجرت اگر پہلے سے مارکیٹ میں فی تولہ کے حساب سے معلوم و متعین ہو تو یہ بھی جائز ہے اگرچہ سونا دیتے وقت مقرر نہ کی جائے۔

اگر کاریگر کو سونا دیا ہے اور اس کی غفلت کی وجہ سے ہلاک یا چوری ہو گیا تو تاوان اس پر ہو گا اور اگر اس کی حفاظت کے باوجود چوری یا ضائع ہو گیا تو اس سے کوئی تاوان نہیں لیا جائے گا۔

کاریگر یا جیولر کے دکان کی مٹی یا قالین کو کرنسی کے عوض خریدنا جائز ہے البتہ سونے کے عوض ناجائز ہے کیونکہ اس میں سونے کی مقدار معلوم کرنا مشکل ہے۔

جیولری سیکٹر:

اس کے تقریباً تمام مسائل عمومی مسائل کے تحت گزر گئے البتہ اس میں صرف یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس کا تعلق چونکہ عام بازار اور عوام کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے اس لیے اس میں عام تجارت کے اسلامی اصول اپنانے چاہیے، جھوٹ، دھوکہ فریب اور کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔

لیبارٹری سیکٹر سے متعلق مسائل:

لیبارٹری سے عموماً سونا، چاندی کو چیک کیا جاتا ہے کہ اس میں ملاوٹ ہے یا خالص ہے اس کے لیے دوکاندار مخصوص مقدار میں سونا دیتے ہیں کہ اس میں ملاوٹ چیک کریں اور اس سے ملاوٹ ختم کر کے خالص سونا بنادیں پھر ہر مارکیٹ کے خالص سونے کا اپنا معیار ہوتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مثلاً دوکاندار لیبارٹری کو

دس تولے سونا دیتا ہے وہ اس کو چیک کر کے بتاتا ہے کہ اس میں دو تولے ملاوٹ ہے لہٰذا لیبارٹری والے دوکاندار سے کہتے ہیں کہ ہم آپ کو آٹھ تولہ خالص سونا دیتے ہیں آپ اپنا سونا چھوڑ دیں یہ معاملہ ناجائز ہے کیونکہ پہلے بتایا گیا ہے سونا چاہے خالص ہو چاہے ملاوٹی اس میں بیع کرتے وقت برابری شرط ہے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ آٹھ تولہ سونا دینے کے بعد جو ملاوٹ ہے اس کے مقابلے میں بھی کچھ رقم دینی چاہیے تو یہ رقم اس بقیہ دو تولہ سونا کے مقابلے میں شمار کیا جائے گا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ لیبارٹری والے جب ٹیسٹ کرتے ہیں تو اس کے لیے کبھی کبھی فیس اس دیے گئے سونے سے کاٹ دیتے ہیں ایسا کرنا بھی جائز نہیں کیوں کہ یہ قفیز الطحان کا مسئلہ بن جاتا ہے یعنی جو بندہ اپنے عمل سے ہی اجرت لے تو ایسا کرنا جائز نہیں۔

ولو دفع غزلاً لآخر لينسجه له بنصفه أي بنصف الغزل (أو استأجر بغلاً ليحمل طعامه ببعضه أو ثوراً ليطحن بره ببعض دقيقه) فسدت في الكل؛ لأنه استأجره بجزء من عمله، والأصل في ذلك نهيه صلى الله عليه وسلم عن قفيز الطحان۔[9]

اگر کسی نے دوسرے کو ریشم دیا کہ اس کو بن لو اور اجرت میں آدھا لو (یا گدھے کو اس شرط پر اجرت پر لیا کی یہ کھانا لے جائے اور آدھا کھانا بطور اجرت دے یا بیل کو کرایا پر لے کہ اس کے لیے آٹا پیس دے اور آدھا آٹا لے لیں) ان تمام صورتوں میں معاملہ فاسد ہے کیوں کہ اس نے اپنے عمل کے جز کو اجرت میں متعین کیا اور اس میں اصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قفیز الطحان سے، منع فرمایا ہے۔

ہاں پہلے رقم پیسوں میں متعین کرنی چاہیے اس کے بعد اگر اس کے بدلے سونا بھی لیا جائے تو جائز ہے پہلے سے بھیجے گئے سونے سے بطور فیس کاٹنا جائز نہیں۔

خلاصہ بحث:

سونے کے چاروں اقسام کے کاروبار کے لیے شرعی راہنمائی ضروری ہے۔ پاکستان میں چاروں اقسام کے کاروبار میں کچھ نہ کچھ شرعی خامیاں موجود ہیں جن کا تدارک کر کے ان کے شرعی متبادل پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے پاکستان کے اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ کاروباری حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنا کردار ادا کرے۔

ہول سیل، مینوفیکچرینگ، لیبارٹری اور جیولری سیکٹرز میں جتنے بھی مسائل کی نشان دہی ہوئی ہے ان مسائل کے ہوتے ہوئے سونے کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ ان میں بعض عقود باطل ہیں اور بعض فاسد ہیں اور فاسد و باطل ہر دونوں عقد سے حاصل شدہ آمدنی شرعی اعتبار سے حرام متصور ہوگا۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ان مسائل کے ادراک کے لیے کردار ادا کریں۔

درج بالا بحث کو سامنے رکھ کر چند اہم مسائل کی نشان دہی کی جاتی ہے تاکہ ان پر عمل کیا جائے۔

- سونے کا سونے کے بدلے یا چاندی کا سونے یا چاندی کا چاندی کے بدلے ادھار بیع جائز نہیں۔
- سونے کی ادھار بیع کرنسی کے عوض جائز ہے البتہ اس میں ضروری ہے کہ مجلس عقد میں سونے یا کرنسی پر قبضہ ہو ورنہ ناجائز ہوگا۔
- دکاندار اور گاہک کے درمیان اگر معاملہ کرنسی کے بدلے سونے کا ہو تو اس صوت میں ادھار فروخت جائز ہے (جبکہ کسی ایک چیز کرنسی یا سونے پر قبضہ ہو)۔
- سونے کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہونے سے قیمت میں کمی زیادتی، نگینوں کے زیورات کے ساتھ بیع، نگینوں کا الگ بیع، کاریگر کی اجرت متعین کر کے قیمت میں شمار کرنا اور قسطوں پر خرید و فروخت یہ تمام صورتیں جائز ہیں البتہ قسطوں کی خرید و فروخت میں اگر قیمت بڑھانے سے سود کے لیے دروازہ کھولنے کا خطرہ ہو تو پھر قسطوں پر فروخت کرتے وقت قیمت بڑھانا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔
- اگر سونا سونے کے بدلے فروخت ہو رہا ہو تو پھر اس میں وزن میں برابری ضروری ہے چاہے سونا اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اور چاہے زیورات ہوں یا خالص سونا۔
- البتہ اگر ایک سونے کے ساتھ نگینے ہیں اور دوسرے سونے کے ساتھ نگینے نہیں ہیں تو پھر نگینوں کی الگ قیمت شمار کرنا جائز ہے اس صورت میں نگینے اتار کر اس کا وزن کیا جائے باقی سونا سونے کے بدلے اور نگینوں کے اضافی پیسے یا کچھ سونا (جس طرح بھی دوکاندار اور گاہک راضی ہوں) لینا جائز ہے۔

- اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ گاہک دکاندار پر اپنا سونا فروخت کر کے رقم لے اور پھر اس رقم کے بدلے دکاندار سے دوسرا سونا خرید لے لیکن خیال رہے کہ یہ طریقہ سود کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔
- آرڈر پر زیورات تیار کرنا بھی جائز ہے اس میں سونے کی قسم، زیورات کی ڈیزائن، نگینوں کی تعداد وغیرہ سب کے سب واضح ہوں پھر جو قیمت مقرر کی جائے اس کا لینا جائز ہے ایڈوانس میں کچھ رقم بھی لینا جائز ہے۔
- سونے چاندی کا قرض معاملہ جائز ہے یعنی کسی کو قرض سونا دے کر واپس اسی مقدار سونا لیا جاسکتا ہے اسی طرح سونے کے زیورات (بنے ہوئے) کو کرایہ پر لینا اور دینا بھی جائز ہے البتہ سونے کی اینٹیں یا پتھر کرایہ پر لینا اور دینا جائز نہیں۔
- سونے چاندی سے صلیب بنانا، کسی جاندار کی شکل بنانا، سونے سے مردوں کی انگوٹھی بنانا، چاندی سے ساڑھے چار ماشے وزن سے زیادہ مردوں کی انگوٹھی بنانا اور ان چیزوں کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔
- سونا چاندی خواہ زیورات کی شکل میں ہوں خواہ اینٹیں ہوں، استعمال کے لیے ہوں یا تجارت کے لیے، بہر صورت اگر وہ نصاب تک پہنچتے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سونے کا نصاب 7.5 تولہ جبکہ چاندی کا نصاب 52.5 ہے۔
- دکاندار حضرات پورے دکان میں موجود سونے اور چاندی کا حساب لگا کر قیمت فروخت کے مطابق زکوٰۃ دیں گے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات

[1] الفتاوی الهندیہ، کتاب الصرف ، باب ثانی ج نمبر ٣ ص نمبر ٢١٨، دار الفکر، بیروت
Al-Fatawa al-Hindiyya, Kitab al-Sarf, Bab Thani, Jild No. 3, Safha No. 218, Dar al-Fikr, Beirut

[2] ایضاً Ibid.

[3] جامع الترمذی، کتاب التجارات، باب صرف الذهب بالفضة، رقم الحدیث 2259
Jami‘ al-Tirmidhi, Kitab al-Tijarat, Bab Sarf al-Dhahab bil-Fiddah, Hadith No. 2259

[4] شرح معانی الآثار، کتاب البیوع ،رقم الحدیث: 5554، ج:4/21، ط: عالم الکتب
Sharh Ma‘ani al-Athar, Kitab al-Buyu‘, Hadith No. 5554, Jild 4/21, Taba‘ah: ‘Alam al-Kutub

[5] فتاوی هندیہ، جلد3، صفحہ207، دار الفکر، بیروت
Fatawa Hindiyya, Jild 3, Safha 207, Dar al-Fikr, Beirut

[6] جامع الترمذی، کتاب الاجارات، باب بیبع الرجل ما لیس عندہ، رقم الحدیث 3503
Jami‘ al-Tirmidhi, Kitab al-Ijarat, Bab Yabi‘u al-Rajulu Ma Laysa ‘Indahu, Hadith No. 3503

[7] زیورات کے مسائل از مفتی عبد الرؤوف سکھروی صفحہ 44

Zewarat ke Masail, Mufti Abdul Ra'uf Sukharwi, Safha 44

[8] ایضاً۔ صفحہ 45 ibid. p.45

[9] الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، ج6، ص56

Al-Durr al-Mukhtar wa Hashiyat Ibn Abidin (Radd al-Muhtar), Jild 6, Safha 56